فضیلت علم و علماء

قسط نمبر ۱

ترتیب : بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رئیس الجامعۃ الکمالیہ دارالحدیث راجووال

بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ہماری جماعت کے جید اور نامور علماء کرام میں ان کا شمار ہوتا ہے راجووال جیسے دوردراز اور مرکزی شاہراہ سے ہٹ کر ایک چھوٹے سے مدرسہ " دارالحدیث" کی داغ بیل ڈالی جو اب ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے "الجامعۃ الکمالیہ" کے روپ میں " اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء " کا صحیح مصداق بن چکا ہے۔ جو ان کے خلوص نیت اور جذبہ صادقہ کی دلیل ہے۔ مولانا محمد یوسف صاحب کا ہمارے والد مرحوم مولانا حافظ عبدالغفور صاحب کے ساتھ گہرے مراسم تھے۔ چونکہ دونوں بزرگوں کا تعلق ایک ہی ضلع (سابقہ منٹگمری) سے تھا۔ ۱۹۵۳ء کی ختم نبوت کی تحریک میں دونوں نے ایک ہی وقت میں جیل یاترا کی تھی تب والد مرحوم نے دوران اسیری منٹگمری جیل میں صرف اتالیس (۳۹) دنوں میں قرآن مجید مکمل حفظ کر لیا تھا۔
زیر نظر مضمون میں مولانا نے علم اور علماء کی فضیلت قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان فرمائی ہے اللہ انکے علم وعمر میں برکت عطا فرمائے۔ اور انکا سایہ دیر تک قائم رکھے۔ آمین

(انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ..... فاطر : ۲۸) بیشک اللہ تعالی سے اسکے بندوں میں سے (صرف) علماء ہی ڈرتے ہیں۔

جہالت و علم کی توضیح

علم کے معنی جاننا، یقین کرنا، پہچاننا ہے۔ اس کے خلاف اسکی ضد جہل "جہالت" ہے۔ اسکے معنی نہ جاننا، نادانی، بے وقوفی، بے علمی اور حماقت کے ہیں۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ وہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ سر ننگا تھا۔ کپڑے پاس رکھے ہوئے تھے۔ محمد بن منکدر ان کے پاس گئے۔ تو ان کے اس طرح نماز پڑھنے پر سوال کیا۔ کہ اے ابو عبداللہ ! (کنیت حضرت جابر رضی اللہ عنہ) آپ کے پاس چادر موجود ہے۔ پھر ایک کپڑے میں اس طرح نماز کیوں پڑھ رہے ہیں ؟ ..... انہوں نے جواباً فرمایا :

" احببت ان یرانی الجھال مثلکم رایت النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یصلی کذا " ۔

مجھے پسند ہے کہ تم جیسے جاہل مجھے دیکھ لیں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

دوسری روایت میں ہے

" فقال : انما صنعت ذلک لیرانی احمق مثلک " - اس نے کہا میں نے یہ اسلیے کیا ہے کہ تجھ جیسا کوئی احمق مجھے دیکھ لے ۔

جاہل اور احمق کا ایک ہی مفہوم ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک بار حیض کی حالت میں طلاق دے دی - ان کی بابت حدیث میں ہے

" ارایت ان عجز واستحمق " - یعنی بھلا بتلا اگر وہ عاجز ہوا اور حماقت کا کام کرنے لگا ۔

جهالة اور جاهلية کا مطلب بھی ایک ہے ۔

حدیث میں ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کوئی برا کلمہ بولا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا : " انک امرافیک جاهلية " یعنی تو ایسا آدمی ہے کہ تجھ میں زمانہ جاہلیت کا اثر ہے ۔

جاہلیت کا زمانہ

جاہلیت کا زمانہ عربوں کا وہ زمانہ ہے جو اسلام سے پہلے گذرا ۔جب نہ انکو دین کی خبر تھی نہ ایمان کی ۔ نہ اللہ اور رسول سے واقف تھے ۔ نہ احکام شرع کے ۔ بس لڑائی جھگڑا، لوٹ مار، خون ریزی، فخر، تکبر، شرک، خواہشات کی پیروی، ظلم، فساد، جہالت اور ضلالت کے کام تھے ۔ اندھیرا پھیلا ہوا تھا ۔علماء نے لکھا ہے :

" خلق الله الجهل من البحر الاجاج ظلمانيا، فقال له ادبر : فادبر، ثم قال له اقبل : فلم يقبل، فقال له استكبرت فلعنه " ۔

اللہ تعالی نے کھاری سمندر سے جہالت کو سیاہ تاریک پیدا کیا ۔ اس سے کہا پیچھے مڑ، پس وہ پیچھے کو مڑا، پھر اس سے کہا سامنے منہ کر، پس اس نے سامنے کو منہ نہ کیا (غرور کیا) پس اس سے کہا : تو نے تکبر کیا پس اس پر لعنت کی ۔

جہل دو قسم کے ہیں ۔جہل بسیط، یعنی کسی بات کا نہ جاننا ۔ دوسرا جہل مرکب ہے ۔یعنی کسی بات کا نہ جاننا اور پھر یہ سمجھنا کہ ہم جانتے ہیں ۔

جہل بسیط کا علاج علم پڑھنا پڑھانا ہے ۔جہل مرکب کا علاج مشکل ہے ۔

جہالت کی اقسام

جہالت کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ اصل معنی علم سے خالی ہونا۔

۲۔ کسی شے کے متعلق غلط عقیدہ رکھنا۔

۳۔ کسی کام کو اسطرح انجام نہ دینا۔ جسطرح انجام دینے کا حق ہے۔

پہلی قسم کی مثالیں تو ظاہر ہیں، دوسری قسم کی مثالیں یہ ہیں، کہ

(۱) پتھر کے بت بنا کر ان کو پوجنا۔

(۲) قبر اور خانقاہ کسی بزرگ کی بنا کر اس کو پوجنا۔ یہ دونوں کام جہالت ہیں۔ اسی طرح تمام غلط عقائد جہالت ہیں۔

تیسری قسم کی مثال ہے کہ روزہ رکھ کر کھانے پینے سے رک جانا۔ اور جھوٹ، غیبت، بے ایمانی، فریب کاری، گالی گلوچ وغیرہ سے نہ رکنا۔

دیگر مثال حدیث شریف میں ہے:

" عن ابی عبدالله الاشعری رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم رای رجلا لایتم رکوعه و ینقر فی سجوده وهو یصلی، فقال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم: لومات هذا علی حاله مات علی غیر ملة محمد صلی الله علیه و آله وسلم - مثل الذی لا یتم رکوعه وینقرفی سجوده مثل الجائع یا کل التمرة والتمرتین لا یغنیان عنه شیئا " ۔

(ترغیب)

حضرت ابو عبداللہ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنا رکوع پورا نہیں کرتا اور نماز پڑھتے ہوئے سجدوں میں ٹھونگے مارتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اگر اسے اسی حالت میں موت آ گئی تو یہ غیر ملت محمد پر مرا۔ اس شخص کی مثال جو اپنا رکوع پورا نہیں کرتا اور سجدوں میں ٹھونگے مارتا ہے اس بھوکے کی مانند ہے جو ایک دو کھجوریں کھاتا ہے جو اسے کفایت نہیں کرتیں۔

یہ جہالت ہے۔ اسی سے جاہلیت کا لفظ بنا ہے۔ جہالت کی حالت کا نام ہے۔ شرع میں اس کی تعریف تفسیر بیضاوی (ج اول ص ۱۹۶) میں یہ لکھی ہے۔

" والمراد بالجاهلیه: الملة الجاهلیه التی هی متابعة الهوی " ۔

جاہلیت سے مراد ایسی ملت جاہلیت ہے جو خواہش کے تابع ہو۔

اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جاہلوں سے پناہ مانگی کہ وہ اپنے نفس کی پیروی کرتے ہیں۔ اور جو منہ پر آتا ہے کہتے ہیں۔

(قال اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین) البقرۃ : ۶۷۔

کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں یہ کہ میں جاہلوں سے ہوں۔

ایسے جاہلوں سے اعراض کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

(واعرض عن الجاھلین) (الاعراف : ۱۹۹) جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے ناجائز سوال کرنے پر تنبیہ فرمائی۔

(فلا تسئلن مالیس بک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجاھلین) (ھود : ۴۶)۔

مجھ سے وہ سوال نہ کر جسکا تجھے علم نہیں۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں تو جاہلوں سے نہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرمایا:

(فلا تکونن من الجاھلین) (الانعام : ۳۵) پس تو جاہلوں میں سے نہ ہو جا۔

یہ تربیت فرمائی ہے تب یہ دعا ہمیشہ رہی ہے:

"رب زدنی علما" (طٰہٰ : ۱۱۴)

اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔

لفظ جہالت اور جاہل کی پہچان سے علم اور عالم پہچان بھی ہو گئی۔ کہ علم کا معنی جاننا، یقین کرنا، واقف ہونا ہے۔ شرعی علم سے مراد کتاب و سنت کا علم ہے۔ جس کا حاصل کرنا فرض ہے، حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

ایک طویل حدیث میں ہے جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تعلموا العلم فان تعلمہ للہ خشیۃ وطلبہ عبادۃ"۔

علم سیکھو، بیشک اس کا اللہ کیلئے سیکھنا خشیت الٰہیہ ہے اور اسکی طلب عبادت ہے۔ خشیت علم سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء) فاطر : ۲۸۔ بیشک اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں

سےعلماء ہی ڈرتے ہیں ۔قرآن میں حکم ہے ۔ (واخشونی) البقرہ : ۱۵۰) "مجھ سے ڈرو " خشیت بغیر علم کے پیدا نہیں ہوتی ۔ تو علم کا سیکھنا واجب ہوا ۔ کہ مقدمہ واجب کا واجب ہے ۔ اللہ تعالی نے انسان کو عبادت کیلئے پیدا فرمایا ہے ، اور جا بجا قرآن حکیم میں عبادت کا حکم وارد ہے ۔لیکن علم کے بغیر عبادت نہیں ہو سکتی ۔ تو علم کا سیکھنا اور سکھانا واجب ہے ، حدیث شریف میں ہے :

" فضل العلم خير من فضل العبادة و خير دينكم الورع " ۔

علم کی شان عبادت کی شان سے بہتر ہے اور تمہارے دین کی بہترین چیز انکساری ہے ۔علم پڑھنا خود عبادت ہے ۔ اور دوسری قسم کی تمام عبادتوں کا ذریعہ ہے ۔ حدیث شریف میں ہے :

قال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم : يا اباذ ر: لان تغد و فتعلم آية من كتاب الله خير لك من ان تصلى مائة ركعة ، ولان تغدو فتعلم بابا من العلم عمل به اولم يعمل به خير لك من ان تصلى الف ركعة ۔ (ترغيب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا : اے ابوذر رضی اللہ عنہ ! تیرا صبح کرنا اس حال میں کہ تو اللہ کی کتاب سے ایک آیت سیکھے بہتر ہے تیرے لئے اس بات سے کہ تو سو رکعت نماز پڑھے ، اور تو صبح کرے پس ایک باب علم کا سیکھے ۔ اس پر عمل کرے یا نہ کرے وہ تیرے لئے ہزار رکعت نماز سے بہتر ہے ۔

طالب علم مجاھد ہے

حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :

" من جاء مسجدی هذا لم ياته الا الخير يتعلمه او يعلمه فهو بمنزلة المجاهدين فى سبيل الله " ۔

جو میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں اسلیے آئے کہ وہ خیر کی بات سیکھے یا سکھائے تو وہ فی سبیل اللہ مجاہدین کے مقام پر ہے ۔

" من خرج فى طلب العلم فهو فى سبيل الله حتى يرجع " ۔

جو علم کی تلاش میں نکلا وہ اللہ کی راہ میں ہے یہاں تک کہ لوٹ آئے ۔ اس لئے طالب علم کو زکوۃ دینی جائز ہے کہ وہ مجاہد ہے ۔

حج کا ثواب

" عن ابی امامة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه و آله وسلم قال : من غدا الی المسجد لا یرید الا ان یتعلم خیراً او یعلمه کان له کاجر حاج تاما " ۔ (ترغیب)

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : جو کوئی صبح سویرے مسجد کی طرف جائے اور اسکا ارادہ کوئی بھلائی کی بات سیکھنے یا سکھانے کا ہو تو اسے ایک کامل حج کا ثواب ملتا ہے ۔ معلم اور متعلم دونوں برابر ہیں ۔

معلم کا درجہ

حدیث شریف میں ہے ۔ " خیرکم من تعلم القرآن وعلمه " ۔

تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے ۔ اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا :

انما بعثت معلما " مجھے استاذ بنا کر بھیجا گیا ہے ۔

متعلم کا درجہ

قبیصہ بن مخارق کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ " یا قبیصة ! ما جاء بک ؟ " اے قبیصہ ! تو کس لئے آیا ہے ؟ انھوں نے کہا : اے اللہ کے رسول ! عمر بوڑھی ہو گئی ، ہڈیاں نرم ہو گئیں ۔

" فاتیتک لتعلمنی ما ینفعنی الله تعالی به " میں اسلیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسی تعلیم دیں جس سے اللہ تعالی مجھے نفع بخشے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

" یا قبیصة ! مامررت بحجر ولا شجر ولا مدر الا استغفرلک ...... یا قبیصة ! اذاصلیت الصبح ، فقل ثلاثا سبحان الله العظیم و بحمده ۔ تعافی من العمی والجذام و الفلج ۔

یا قبیصة ! قل : اللهم انی اسئلک ماعندک ، وافض علی من فضلک ، وانشر علی من رحمتک ، وانزل علی من برکاتک " ۔

اے قبیصہ ! تو جس پتھر ، درخت ، دیوار سے گزرے وہ تیرے لئے بخشش کی دعا کرے گی ۔

اے قبیصہ ! جب تو صبح کی نماز پڑھے تو تین مرتبہ پڑھو ، سبحان الله وبحمده " اللہ تعالی تجھے اندھا پن ، کوڑھ پن اور فالج سے بچائے گا ۔ اے قبیصہ ! کہہ کہ اللہ تعالی میں تجھ سے ہر اس چیز کا سوال کرتا

ہوں جو میری (بھلائی کیلئے) تیرے پاس ہے اور مجھ پر اپنا فضل فرما اور اپنی رحمت نچھاور کر اور اپنی برکات نازل فرما۔

جنت کا راستہ علم سے طے ہوتا ہے

" عن ابی ھریرۃ : رضی اللہ عنہ ، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال : من سلک طریقا یلتمس فیہ علما سھل اللہ لہ بہ طریقا الی الجنۃ " ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :
جس نے علم کی تلاش والا راستہ اختیار کیا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اسکے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے ۔

طالب علم کی تعظیم فرشتے کرتے ہیں

زر بن حبیش کہتے ہیں کہ میں صفوان بن عسال مرادی کے پاس گیا انھوں نے پوچھا : آپ کیسے آئے ؟ میں نے کہا کہ علم طلب کرنے کیلئے ! صفوان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ :

" فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول : مامن خارج خرج من بیتہ فی طلب العلم الا وضعت لہ الملئکۃ اجنحتھا رضا بما یصنع " (رواہ الترمذی)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بیان فرماتے ہوئے سنا ہے کہ : جو کوئی اپنے گھر سے طلب علم کیلئے نکلتا ہے رضا مندی کے طور پر فرشتے اس کیلئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں ۔

طالب العلم کے گناہ بخشے جاتے ہیں

ترغیب میں ہے ۔ " عن علی رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم : ما انتعل عبد قط ولا تخفف ولا لبس ثوبا فی طلب علم الا غفر اللہ لہ ذنوبہ حیث یخطو اعتبۃ دارہ " ۔ نہیں کوئی طالب علم جو جوتا پہنے یا موزہ پہنے یا کوئی کپڑا پہنے مگر جب وہ اپنے گھر کی دہلیز سے باہر قدم رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے ۔

ایک اور حدیث میں ہے " مامن عبد یطلب العلم الا کان کفارۃ ما تقدم " ۔
نہیں ہے کوئی بندہ جو علم کا متلاشی ہو مگر وہ طلب علم اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہے ۔

طالب علم کیلئے جنت کا دروازہ کھل جاتا ہے

" عن ابی الدردا. رضی اللہ عنہ قال : سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول : من غدا یرید العم یتعلمہ للہ ، فتح اللہ بابا الی الجنۃ و فرشت لہ الملا نکۃ اکنا فھا وصلت علیہ ملائکۃ السموات وحیتان البحر " ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص صبح اس حالت میں کرے کہ وہ تحصیل علم کا ارادہ رکھتا ہو محض اللہ کی خوشنودی کیلئے تو اللہ تعالی اس کیلئے جنت کی طرف دروازہ کھول دیتا ہے فرشتے اسکے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں اور آسمانوں کے فرشتے رحمت و بخشش کی دعا مانگتے ہیں اور سمندر کی مچھلیاں بھی اس کیلئے بخشش کی دعائیں کرتی ہیں ۔

طالب العلم غازی ہے

حدیث شریف میں ہے ۔ " مامن عالم یخرج فی طلب العلم مخافۃ ان یموت اوانتساخہ محـــ ـن بدرس الا کان کالغازی الرائح فی سبیل اللہ " ۔

ترجمہ :۔ نہیں ہے کوئی عالم دین جو علم دین کی تلاش میں نکلے موت کے ڈر سے یا لکھا ہے اس علم کو مٹ جانے کے ڈر سے مگر وہ اس مجاہد کی مانند ہے جو ہمیشہ اللہ تعالی کے راستہ میں جنگ کیلئے تیار رہتا ہے ۔

طالب العلم فوت ہوا تو شہید ہے

" قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم : اذا جا. الموت لطالب العلم وھو علی ھذہ الحالۃ مات وھو شھید " ۔ (ترغیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا : کہ جس وقت طالب علم کو موت آئے اور وہ علم کی تلاش میں ہو تو اسکی موت شہادت کی موت ہے ۔

غازی مرا تو شہید اگر زندہ رہا اور فتح یاب ہوا تو مال غنیمت لایا ۔ اس طرح طالب علم مرا تو شہید ۔ اگر زندہ رہا اور علم میں کامیاب ہوا تو انبیاء کا وارث ہوا ۔ " العلماء ورثۃ الانبیاء " ۔

وراثت انبیاء

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے بازار میں گئے اور یہ منادی کی کہ اے بازار والو ! تم کو کس چیز نے عاجز اور مسکین کر دیا ہے ؟ لوگوں نے کہا کہ ابوھریرہ کیا بات ہے ؟ انھوں نے فرمایا۔

" ذاک میراث رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم یقسم وانتم ھھنا ، الا تذھبون ؟ فتاخذون تصیبکم منه " ۔

وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم یہاں بیٹھے ہو۔ تم وہاں جاتے کیوں نہیں ؟ تا کہ تم اس سے اپنا اپنا حصہ لے سکو۔

انھوں نے پوچھا کہاں ہے ؟ " قال فی المسجد " ۔ فرمایا مسجد میں ۔

پس لوگ دوڑتے گئے ۔حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ وہاں کھڑے رہے ۔ وہ لوگ واپس آ گئے ۔ آپ نے پوچھا کیا ہوا ؟ جلدی واپس آ گئے ۔

انھوں نے کہا کہ ہم مسجد میں گئے تو وہاں کچھ بھی تقسیم ہوتے نہیں دیکھا ، حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر تم نے مسجد میں کچھ دیکھا بھی ہے ؟ انھوں نے کہاں ہاں دیکھا تو ہے ۔

رأینا قوما یصلون ، و قوما : یقرؤن القرآن ، و قوما : یتذاکرون الحلال والحرام ۔ فقال لھم ابوھریرۃ رضی الله عنه . ویحکم ، فذاک میراث محمد صلی الله علیه و آله وسلم

ہم نے دیکھا ایک گروہ نماز پڑھ رہا ہے ۔ ایک قوم قرآن کی تلاوت کر رہی تھی اور ایک گروہ حلال اور حرام کا تذکرہ کر رہے تھے ۔ پس ان سے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کو خرابی ہو یہی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی میراث ہے ۔

اس سے ظاہر ہے کہ وراثت نبوی کتاب و سنت کا علم ہے ۔ جو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہوا ۔ اس علم کی آپ تعلیم دیتے رہے ۔

(یتلوا علیھم آیاته ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمة) الجمعة : ۲

وہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے ۔ ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے ۔ یہی ترکہ شرعی علم کا آپ چھوڑ کر گئے ہیں ۔

مستدرک حاکم (جلد نمبر ۱ ص ۹۳) میں حدیث ہے :

" یاایھاالناس ! انی قد ترکت فیکم ما ان اعتصمتم به فلن تضلوا ابدا کتاب الله و سنة نبیه (صلی الله علیه وآله وسلم) " ۔ اے لوگو ! میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں اگر تم انہیں

مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ۔ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت ۔ دوسری روایت میں ہے :

" ترکت فیکم شیئین لن تضلوا بعدھما کتاب اللہ و سنتی " ۔

میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں تم ان کے بعد ہر گز گمراہ نہیں ہو گے ۔ اللہ کی کتاب اور میری سنت ۔

انسان اس علم سے درجہ نبوت کے قریب ہوتا ہے

" عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : من جاء اجلہ وھو یطلب العلم لقی اللہ ولم یکن بینہ و بین النبیین الا درجۃ النبوۃ " ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : جس کسی کو موت آئی اس حالت میں کہ وہ طالب علم ہو وہ اللہ تعالیٰ سے جب ملاقات کرے گا تو انبیاء اور اس کے درمیان سوائے درجہ نبوت کے اور کوئی فرق نہ ہو گا ۔

عالم اور متعلم دونوں انبیاء کے مقرب ہیں ۔

دو علم

" عن جابر رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

العلم علمان ، علم : فی القلب ، فذاک العلم النافع و علم : علی اللسان فذاک حجۃ اللہ علی ابن آدم (ترغیب)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : علم دو طرح کا ہے ۔ ایک علم دل میں ، پس یہ علم فائدہ مند علم ہے اور دوسرا علم زبان پر ، پس یہ علم ابن آدم پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہے ۔

علم شرعی خزانہ ہے

" عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

ان من العلم کھیئۃ المکنون لایعلمہ الا العلماء باللہ تعالیٰ فاذا نطقوا بہ لا ینکرہ الا اھل العزۃ باللہ عزوجل " ۔ (ترغیب)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علم چھپے ہوئے خزانے کی مانند ہے اس کو صرف علماء ربانی ہی جانتے ہیں ۔ پس جب وہ اس کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں ۔ ۱

کنز العمال میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

" قال : العلم خزائن و مفاتحها السوال فاسئلوا یرحمکم الله فانه یوجر فیه اربعة السائل والمعلم والمستمع والمحب لهم "۔

فرمایا کہ علم خزانے ہیں اور ان کی چابیاں سوال کرنا ہے ۔ سوال کرو ! پوچھو ، اللہ تم پر رحم فرمائے گا ۔ اس میں چار اشخاص اجر کے مستحق ہیں ۔ (۱) سوال کرنے والا ۔ (۲) استاذ (۳) سننے والا اور (۴) ان سے محبت رکھنے والا ۔

عالم کی نیند جاھل کی نماز سے بہتر ہے

" عن سلیمان رضی الله عنه نوم علی علم خیر من صلوة جهل " ۔

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عالم کی نیند جاہل کی نماز سے بہتر ہے ۔

نائم مرفوع القلم ہے ۔ جاہل نمازی جہالت سے نماز میں غلطیاں کرتا ہے ۔ پھر علم بھی عبادت ، نماز بھی عبادت ۔ لیکن نماز فراغت پر ختم ، علم قائم و دائم ۔ یہ عبادت سونے میں بھی موجود ۔ بیداری میں بھی موجود ۔ جاہل کی نماز اعضاء پر ہے ۔ عالم کا علم دل اور دماغ پر ہے ظاہر کی عبادت سے باطن کی عبادت افضل ہے اسے یہ سمجھا ہے ۔

" عن انس رضی الله عنه طالب العلم بین الجهال کالحی بین الاموات " ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طالب علم جاھلوں میں ایسے ہے جیسے مردوں میں زندہ ۔ میت سے کچھ فائدہ نہیں ۔ زندہ سے فائدہ ہے ۔

طالب العلم سے فائدہ

ایک شخص مچھلیاں پکڑتا تھا ۔ ادھر تین طلباء ایک تصویر پر یہ بحث کرتے ہوئے آئے کہ یہ تصویر کس کی ہے ؟ ایک نے کہا کہ مذکر کی ہے ۔ دوسرے نے کہا کہ مونث کی ہے ۔ تیسرے نے کہا خنثیٰ کی ہے ۔ بحث بڑھ گئی تو انہوں نے مچھیرے کو ثالث تجویز کرلیا ۔ اور اس کو مذکر ، مونث اور خنثیٰ کے معانی پڑھا دیئے ۔ اور تصویر سامنے رکھ دی کہ اس کا فیصلہ کرلو ۔ مچھیرے کی عقل میں جیسا آیا

کہا مگر وہ تین لفظوں کا عالم ہو گیا ۔ اس نے طلباء کو مچھلیاں دے کر رخصت کیا ۔ اور خود اپنے کام میں مصروف رہا ۔ ایک روز جال میں ایک سنہری مچھلی بہت خوبصورت ہاتھ لگی ۔ جس کو وہ بادشاہ کے پاس تحفہ کے طور پر لے گیا ۔ کہ اس کو اپنے زنانہ حوض میں رکھیں ، بادشاہ نے تحفہ قبول کیا ، اور وزیر سے کہا کہ مچھیرے کو پانچ صد انعام دے دو ۔ وزیر بخیل تھا اس نے انعام ٹالنے کو بادشاہ سے کہا کہ اس ایک سنہری مچھلی کا کیا کریں گے ۔ یہ مذکر ہے اس کا جوڑا مونث چاہیئے ۔ جب یہ مچھیرا دوسرا جوڑا لائے گا تو انعام پائے گا ۔ بادشاہ خاموش رہا ۔ مچھیرے نے کہا ، جناب عالی !

یہ مچھلی ایک نئی قسم کی ہے ۔ نہ یہ مذکر ہے نہ یہ مونث ہے یہ تو مخنث ہے جس کا جوڑا نہیں ہوا کرتا وزیر تو کھسیانا ہو گیا ۔ بادشاہ کو ہنسی آ گئی ۔ اور وزیر سے کہا کہ خزانچی کو حکم دو کہ خزانہ سے مچھیرے کو ایک ہزار روپے انعام دیا جائے ۔ ایک مچھلی کا انعام دوسرا معقول جواب کا انعام ۔ چنانچہ وزیر نے اسے ایک ہزار روپیہ انعام دے دیا ۔ یہ ایک طالب العلم کا فائدہ ہے ۔

عالم کا فائدہ

ایک عالم کا فیض اس سے بڑھ کر ہے ۔ ھُد ھد نے بلقیس کے تخت اور اسکی حکومت کی اطلاع حضرت سلیمان علیہ السلام کو دی ۔ قصہ طویل ہے ۔ حضرت سلیمان نے ملک سبا سے بلقیس کا تخت فی الفور طلب کیا اور جنوں اور انسانوں کے دربار میں سب کو خطاب کیا ۔ کہ کوئی ایسا ہے بلقیس کے تخت کو ہمارے پاس جلدی جلدی حاضر کر دے کہ بلقیس ہماری ملاقات کیلئے بالکل قریب آ رہی ہے ۔ ایک سرکش دیو عفریت (جس کا نام صخرا تھا) بولا :

(انا آتیک به قبل ان تقوم من مقامک) (النمل ۳۹) آپ اپنی جگہ سے کھڑے ہوں ، میں اس سے قبل آپکے پاس لے آتا ہوں ۔ کہ میں دربار کے برخواست ہونے تک حاضر کر سکتا ہوں ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خیال کیا کہ یہ بہت دیر تھی ۔ آخر ایک صالح عالم بولا کہ :

(قال الذی عندہ علم من الکتاب انا آتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک) .... (النحل :۴۰)

جس کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بول اٹھا کہ آپ پلک جھپکائیں اس سے بھی پہلے میں اسے آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں ۔ کہ آپ کی نگاہ کسی کو جاتے دیکھے پھر اسے دیکھ کر واپس آئے تو تخت موجود پائے ۔ یہ کہتے ہی اسم اعظم پڑھا تو تخت حکم الہی سے پندرہ سو میل کے فاصلہ سے بیت المقدس میں حاضر ہوا ۔

(فلما رآہ مستقرا عندہ قال ھذا من فضل ربی) (النحل :۴۰) جب آپ نے اسے اپنے پاس موجود پایا تو فرمانے لگے یہی میرے رب کا فضل ہے ۔

یہ علم کی برکت تھی جو سب پر غالب آئی ۔ فللہ الحمد ۔ بقیہ صفحہ ۴۸